

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## روزہ

**فرضیت :-** رمضان المبارک کا روزہ اسلام کا ایک رکن ہے، اس کی فرضیت پر نہ صرف تمام مسلمان متفق ہیں، بلکہ جملہ انبیاء کرام کی شریعتوں میں بھی روزہ ہمیشہ فرض رہا ہے، **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ** لَمَّا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ، مسلمانوں تم پر روزہ اسی طرح فرض کیا گیا، جس طرح تم سے پہلے امتوں پر فرض کیا گیا تھا، تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو، حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں، **وَاللّٰهُ لَقَدْ كَتَبَ الصِّيَامَ عَلَىٰ كُلِّ اٰمَةٍ لَمَّا كُتِبَ عَلَيْنَا** مشمول کاملہ، (تفسیر ابن کثیر) یعنی اللہ نے روزہ تمام پچھلی امتوں پر فرض کیا تھا، جس طرح ہم پر رمضان کے پورے ایک مہینہ کا روزہ فرض کیا ہے،

آج کل بعض اسلامی ممالک میں کچھ سرپیرے لوگ روزے کی فرضیت کے بارے میں شکوک و شبہات پھیلا رہے ہیں، اور اس بات کی نفی کر رہے ہیں کہ ایک صحت مند آدمی بھی روزہ رکھنے کے بجائے روزے کا فذیہ ادا کر کے روزہ سے سبک دوش ہو سکتا ہے، یہ خیال بالکل غلط اور باطل ہے، روزہ رکھنے کی بابت قرآن کا واضح حکم ہے **فَمَنْ مِّنْكُمْ فَسَدَّ الشَّهْرَ قَلِيلًا**، یعنی جو شخص رمضان کا مہینہ پائے اسے روزہ رکھنا ضروری ہے، جو شخص روزے کی فرضیت اور اس کے مشروع آداب کا منکر ہے وہ مسلمان نہیں،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :- اسلام پانچ فرائض کا  
 مجموعہ ہے، ان میں سے کئی ایک کا انکار اور کئی دوسرے تمام ارکان کو باطل  
 کر دیتی ہے، پہلے اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور محمد  
 صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اور اللہ، اس کے  
 فرشتوں، اس کی جملہ کتابوں، اس کے رسولوں، جنت و دوزخ، اور مرنے  
 کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان لانا، یہ پہلا رکن ہوا، (دوم) پنجگانہ نماز اسلام کا  
 ستون ہے۔ اللہ تعالیٰ دین کے پہلے رکن یعنی ایمان کو نماز کے بغیر قبول نہیں فرماتا،  
 تیسرا رکن زکوٰۃ ہے، جو گناہوں سے پاک ہونے کا سبب ہے، اللہ تعالیٰ ایمان  
 اور نماز کو زکوٰۃ کے بغیر قبول نہیں فرماتا، جو ان تینوں ارکان کو بجالایا، پھر رمضان  
 کو، اور اس نے قصداً روزہ چھوڑ دیا، تو اللہ تعالیٰ اس کے ایمان، نماز، زکوٰۃ تینوں  
 کو قبول نہیں فرمائے گا، اور جس نے ان چاروں ارکان کو ادا کیا، پھر خدا نے اس کو  
 حج کے لائق بنایا، لیکن اس نے حج نہ کیا، نہ حج کی فریضت کا اقرار کیا، نہ اس کے  
 اقرار نے اس کی طرف سے حج ادا کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے ایمان، نماز، زکوٰۃ، اور  
 روزہ کبھی بھی رکن کو قبول نہیں فرمائے گا، (ترجمان السنہ جلد دوم بر وایع  
 عبد اللہ بن عمر بن ابی الحارث المہدای علی من یرید زیادۃ العلم علی احادیث مشکوٰۃ)  
 روزے کی فریضت کے بارے میں حضرت عمر بن خطابؓ کی مشہور حدیث  
 کافی ہے، فامرتی اعظم فرماتے ہیں، ہم ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی  
 خدمت میں موجود تھے کہ ایک اجنبی شخص آیا جس کے کپڑے بالکل سفید اور بال بال  
 سیادھے، نوادہ کے اوپر سفر کی کوئی علامت، (کپڑے کا میلہ ہونا یا بالوں کی پرگندگی)  
 نہ تھی، ہم میں سے کوئی شخص اس کو پہچانتا بھی نہ تھا، وہ سیہ ہا حضوڑ کے پاس آیا، اور  
 آپ کے گھٹنوں سے اپنا گھٹنہ ملا کر، اور ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ کر آپ سے پوچھا،

بجے اسلام کی بابت بتائیے، آپ نے فرمایا، اسلام یہ ہے کہ تم لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی گواہی دو، نماز ادا کرو، زکوٰۃ دو، رمضان المبارک کے روزے رکھو، اور بیت اللہ کا حج کرو، وہ بخاری و مسلم ہے

**فضیلت :-** روزے کا ثواب انسانی انداز سے اور حساب سے متجاوز ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ روزہ دیگر عبادات کی طرح ظاہری نہیں، روزہ دار سخت گیری اور تپش کے موسم میں بھی خلوت و قدرت کے یاد جو محض دنیا و الہی کی خاطر بھوک پیاس کی مشقت برداشت کرتا ہے، جس کا علم روزہ دار اور خدا کے سوا کسی کو نہیں،

رمضان اور اس کے روزے کے مساوی و فضائل کے بارے میں سب سے واضح روایت حضرت سلمان فارسیؓ کی ہے، جس میں وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کی آخری تارخ میں ہمارے سامنے ایک جامع خطبہ دیا آپ نے فرمایا لوگو! تم پر ایک عظیم الشان بابرکت ہیمینہ سایہ نکل رہا ہے، اس ہیمینے میں ایک رات (شب قدر) ایسی ہے جو اجر و ثواب میں ہزار ہینینوں کی راتوں سے بڑھ کر ہے، اس ہیمینے کا روزہ اللہ نے فرض قرار دیا ہے، اور اس کی رات میں قیام یعنی تہجد و تراویح کو نفل۔ جس نے اس ہیمینے میں کوئی بھی نفل عباد کی تو اس کا اجر دوسرے ہیمینوں کے فرض کے برابر ہوگا، اور جس نے اس ہیمینے میں کوئی فرض ادا کیا تو اس کا اجر دوسرے ہیمینوں کے ستر فرض کے برابر ہوگا، وہ صبر کا ہیمینہ ہے، اور صبر کا ثواب جنت ہے، اور وہ غم خوار کی کا ہیمینہ ہے، اس ہیمینے میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے، اس ہیمینے میں جس نے کسی روزہ دار کو افطار کرایا تو اس کا یہ عمل اس کی گناہوں کی مغفرت، اور جہنم سے نجات کا سبب ہوگا، اور افطار کرنے والے کے اجر میں کمی کے بغیر افطار کرنے والے کو بھی الگ سے اتنا ہی اجر

ملے گا جتنا اس افطار کرشنے والے روزہ دار کرے گا، صحابہ کرام نے عرض کیا  
 اسے اللہ کے رسول! ہم میں سے ہر شخص کہاں اتنی رحمت رکھتا ہے کہ  
 روزہ دار کی افطاری کا سامان ہیا کرے، آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہ  
 ثواب اس شخص کو بھی عطا فرمائے گا جس نے کسی روزہ دار کو محض ایک چھوٹا  
 یا ایک گھونٹ پانی یا دودھ سے افطار کرایا، اور جس نے کسی روزہ دار کو اسودہ  
 کرایا، اللہ اس کو میرے جوش سے ایسا گھونٹ پلائے گا، جس سے وہ جنت  
 میں داخل ہونے تک پیاسا نہ ہوگا، اس عظیم مہینے کا پہلا عشرہ رحمت الہی ہے  
 معصومہ، اور دوسرا عشرہ گناہوں کی مغفرت، اور آخری حصہ جہنم سے آزادی کا  
 ہے، جس نے اس مہینے میں اپنے ملازمین سے کام مک لیا، اللہ اس کو  
 بخش دے گا، اور اسے جہنم سے آزاد کرے گا، و مشکوٰۃ روزہ دار کا ہر لمحہ  
 قیمتی اور اجر و ثواب سے معمور ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے  
 فوالصائم عبادۃ و صمتا تسبیح و عیدہا مضاعفت و دعاء مستجاب  
 و ذنبہ مغفوس (کنز العمال) یعنی روزہ دار کی نیند عبادت، اس کی  
 خاموشی تسبیح، اس کے عمل کا ثواب دوچند، اس کی دعا مقبول، اور گناہ  
 معاف ہے، اسی لئے اور عبادات کا ثواب تو متعین، لیکن روزے کا  
 اجر بے حد حساب ہے

مشہور محدث حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے حدیث قدسی علی  
 عمل بن آدم لا الا الصوم نانہالی دانا اجنہی بہ (یعنی انسان کے ہر عمل  
 کی جزا اس کے عمل کے مطابق ملے گی، لیکن روزے کا اجر میرے ذمہ ہے،  
 اور میں ہی اس کا اجر دوں گا،) کی بابت پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ میت  
 کے دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا حساب ملے گا، اور اس کے تمام مظالم کو

اس کے اسمال سے پورا کرے گا، یہ بات نکاح کہ جب روزے کے علاوہ اس کا کوئی عمل باقی نہیں رہے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے بقیہ منظم کو خود اپنے ذمہ لے کر محض روزے کے ثواب سے اس کو جنت میں داخل فرمائے گا، (ترغیب)

ترغیب) روزے کے اجر و ثواب کا اندازہ اس حدیث سے کیجئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جنت کے ایک دروازے کا نام دریاں ہے جس سے صرف روزہ دار ہی جنت میں داخل ہوں گے، اور کئی دوسرے کو اس دروازے سے داخل کی اجازت نہ ہوگی، جب تمام روزہ دار داخل ہو جائیں گے تو اس دروازے کو بند کر دیا جائے گا، پھر اس سے کوئی دوسرا شخص داخل نہ ہو سکے گا

اور جو اس دروازے سے داخل ہوگا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا، (بخاری و مسلم)

**بے نظیر عبادت ۲۔** حضرت ابوالامہ رحمہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، مجھے ایسا عمل بتائیے، جس کے سبب سے مجھے یقینی طور پر جنت نصیب ہو، آپ نے فرمایا علیک بالصدوم فانت لامثل لہا، یعنی سختی کے ساتھ روزہ کے پابند ہو جاؤ، کیونکہ روزہ بے نظیر عبادت ہے، بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ حضرت ابوالامہ رحمہ نے حضور سے تین مرتبہ یہی سوال کیا، اور آپ نے تینوں بار یہی جواب دیا، جس سے دیگر عبادات پر روزے کی فوقیت اور اس کے غیر معمولی اجر و ثواب کا پتہ چلتا ہے، حضرت ابوالامہ رحمہ نے حضور کے اس ارشاد کو سن کر اتنی سختی سے روزہ رکھنا شروع کیا کہ اس کے بعد ان کے مکان میں دن کے وقت دھواں اٹھتے صرف اسی دن دیکھا جاتا۔

ان کے یہاں کوئی یہاں آتا، (ترغیب ترہیب)

روزہ دار کی دعا۔ روزہ دار کی دعا حضور عیسیٰ کے ساتھ مقبول بارگاہ ہوتی ہے، حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا روزہ دار افطار کے وقت جو دعا کرتا ہے، اسے روزہ نہیں کیا جاتا، یعنی روزہ قبول نہیں ہوتی ہے، چنانچہ حضرت عبداللہ خصوصیت کے ساتھ افطار کے وقت یہ دعا کیا کرتے تھے، **اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِیْ وَفَّقَتْ لَیْسَ شَیْءٌ اَنْ تَغْفِرَ لِيْ** (مسند احمد) اسے اللہ! تجھ سے تیری اس رحمت کا جو ہمیشہ کو محیط ہے، واسطہ دے کہ سوال کرتا ہوں کہ تو میری مغفرت فرما، نیز حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تین غنموں کی دعا روزہ نہیں کی جاتی، افطار کے وقت روزہ دار کی دعا، عادل امام کی دعا، اور مظلوم کی دعا، اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو بدلیدوں گے اور پرائیگا، ان کے لئے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں، اور رب العزت ارشاد فرماتا ہے، میری عزت و جلال کی قسم، میں تمہاری مدد ضرور کر دینگا، خواہ کچھ دن بعد ہی (ترمذی)

**روزہ کی شفاعت ۲۔** روزہ ایسا مقبول عمل ہے کہ قیامت کے دن بارگاہِ خداوندی میں روزہ دار کی شفاعت کمرے لگا، حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، روزہ اور قرآن قیامت کے دن بندے کے حق میں شفاعت کریں گے، روزہ کہے گا پروردگار! اس شخص کو میں نے کھانے اور خواہشات سے روک رکھا تھا، اس کے بارے میں میری شفاعت قبول فرما، قرآن کہے گا، پروردگار! میں نے اس شخص کو رات میں سونے سے روک رکھا تھا، پس اس کے بارے میں میری شفاعت قبول فرما، چنانچہ دونوں کسفاہیں بارگاہِ الہی میں قبول کی جائیں گی، (مسند احمد)

**روزہ دار کی خوشبو ۲۔** روزے کے احکام و آداب میں یہ بات تفصیل سے احادیث میں موجود ہے کہ روزہ دار جھوٹ، غیبت، نکالی، اور فحش گوئی سے اپنی زبان گنتی

نہ کرے، روزہ روزے کا اجر صاف چھوڑ دے گا، روزہ داد کو سیر و سرشکر،  
 علم و تقار، عفو و درگزر، ہمدردی و غم خواری کا مظاہرہ کرنا چاہئے، اپنے اوتار  
 کو تسلیم و قبول، ذکر و فکر، دعا و مناجات اور عبادت و تلاوت میں لگا اڑنا چاہئے،  
 تاکہ اس کے اخلاق و اعمال کی خوشبو تمام معاشرے کو معطر کر دے، اسی لحاظ سے  
 روزے کو مشک سے تعبیر کیا گیا ہے، ترمذی کی ایک روایت میں فرمایا  
 گیا ہے روزے کی مثال اس آدمی جیسی ہے جو کسی منج میں بیٹھا ہو، اور اس  
 کے اتھیں مشک کی ڈیا ہو، تو اس مجلس کا ہر فرد اس کی خوشبو سونگھنے کی  
 خواہش کرے گا، اور روزہ اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ  
 پاکیزہ ہے، (ترغیب ترہیب)

**مستحکم قلعہ ۲۔** روزہ انسان کی خواہشات اور جذبات کو کنٹرول میں رکھتا  
 ہے، شیطانی دوسروں اور جذبات میں ہيجان پیدا کرنے والے خیالات کو باہر  
 روزہ دار کو احکامات الہی کا مطلع و منقاد بناتا ہے، اس طرح روزہ حدیث کے  
 الفاظ میں ایمان کی حفاظت کا مضبوط قلعہ ہے، آج کی دنیا میں عریانی، اور  
 فحاشی، ہوا اور پانی کی طرح عام اور ارزاں ہے، جس کی وجہ سے جذبات پر  
 کنٹرول کرنا مشکل ہو رہا ہے، روزہ اس کے لئے بہترین محافظ اور مصلح ہے، آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص شادی کی توفیق رکھتا ہے اسے شادی  
 کر لینا چاہئے، کہ اس سے بچاؤ پست اور شرمگاہ کی حفاظت ہوتی ہے، لیکن  
 جو شادی کی توفیق نہ رکھتا ہو، اسے روزہ رکھنا چاہئے، کہ روزہ جذبات کو سرد  
 رکھنے کا بہترین سامان ہے، (بخاری) نیز فرمایا روزہ ڈھال ہے، اور جہنم سے  
 نجات کے لئے مضبوط قلعہ ہے،

**آداب ۲۔** روزہ ایک روحانی عبادت ہے، اس کا اثر انسان کے اخلاق





نیت :- رمضان المبارک کے روزے کے لئے صبح صادق سے پہلے نیت کر لینی ضروری ہے۔ اُم المؤمنین حضرت حفصہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے فجر سے پہلے روزے کی نیت نہیں کی، اس کا روزہ نہیں (متفق علیہ) نفلی روزوں کے لئے پہلے سے نیت ضروری نہیں، صبح صادق کے بعد بھی نیت کر لینی کافی ہے، حضرت عائشہؓ نے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور پوچھا کچھ کھانے کو ہے؟ میں نے عرض کیا کچھ بھی نہیں، یہ سن کر آپ نے فرمایا تب میں روزے کی نیت کر لیتا ہوں پھر دوسرے دن تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا حضور! پھر آپ نے کھانے کا نام، تفتہ آیا ہے، آپ نے فرمایا لاؤ، اگرچہ میں صبح سے روزہ رکھے ہوں تھا، پھر آپ نے اسے کھایا، (مسلم ابوداؤد) معلوم ہوا کہ نفلی روزہ کے لئے پہلے سے نیت شرط نہیں، نیت صرف دل میں کر لینی کافی ہے، زبان سے باذانیت کے الفاظ کا ادا کرنا ضروری نہیں ہے۔

سحری :- سحری کھانا سنت ہے، اس لئے ضرور کھانا چاہئے، اکثر لوگ نیند کے غلبے یا جاڑوں کی راتوں میں گرم بستروں سے اٹھ کر سحری کھانے میں سستی محسوس کرتے ہیں، ایسا کرنا سخت مایوس ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، ہمارے اور یہود و نصاریٰ کے روزوں میں فرق و امتیاز صرف سحری کھانے ہی سے ہے، (مسلم، ابوداؤد) سحری کھانے سے آدمی کی صحت برقرار اور روزہ میں قوت حاصل ہوتی ہے، حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ رکھنے کے لئے سحری کے ذریعہ قوت حاصل کرو، اور دن کو قیلو لہ کے ذریعہ تہجد کی نماز کے لئے قوت حاصل کرو، (ابن ماجہ) نیز آپؐ نے فرمایا، سحری میں برکت ہے اسے ہرگز منت

چھوڑ، خواہ ایک گھونٹ پانی ہی پانی، کیونکہ اللہ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر درود و رحمت بھیجتے ہیں، (مسند احمد)

سحری میں تاخیر اور افطار میں جلدی کرنا رشتہ دینہ کی علامت ہے، حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میری امت کے لوگ اس وقت تک بھلائی پر قائم رہیں گے، جب تک وہ سحری میں تاخیر اور افطار میں عجلت کرتے رہیں گے، (مسند احمد) سحری میں تاخیر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بالکل آخر وقت میں کھائی جائے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سحری کھانے اور نماز فجر شروع ہونے میں صرف اتنا وقفہ ہوا کرتا تھا جتنے میں قرآن مجید کی پچاس آیات پڑھی جاسکیں، (بخاری و مسلم) ظاہر ہے پچاس آیتیں زیادہ سے زیادہ پندرہ منٹ میں پڑھی جاسکتی ہیں، اس سے سحری کا صحیح وقت معلوم کیا جاسکتا ہے،

افطار کرنا۔ آفتاب غروب ہوتے ہی روزہ افطار کر لینا چاہئے، افطار کا یعنی وقت معلوم ہو جانے کے بعد بھی خواہ مخواہ تاخیر و انتظار سخت مکروہ ہے، وہ لوگ اللہ کے محبوب بندے ہیں جو افطار میں اول وقت کی پابندی کرتے ہیں، افطاری جہاں تک مختصر اور سادہ ہو بہتر ہے، افطار کے وقت ہی بھر پیٹ کھپلی لینا مناسب نہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف چند کھجوروں سے افطار کرایا کرتے تھے، اگر کھجوریں وقت پر نہ رہیں تو چھوٹا دوسرا پری اکتفا فرماتے، اگر چھوڑے بھی نہ ہوتے تو ایک گھونٹ پانی سے افطار کر لیتے، یعنی افطاری کے لئے کوئی خاص اہتمام کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں، آج کل تو روزوں کی بہار افطاری ہی سے قائم ہے، مساجد میں جس طرح انواع و اقسام کی افطاری کا اہتمام ملینا کیا جاتا ہے، یہ سب فضول اور روزے کی شانِ تقویٰ کے خلاف ہیں،

روزے کی حکمت یہ ہے کہ انسان بھوک پیاس کی شدت اور نفس کی حریصانہ خواہشات کو دبائے، لیکن آج کل کی مرتجہ افطاری سے تو جذبات اور ابھر جاتے ہیں اور روزہ دار کھری اور افطاری ہی کے چکر میں پھنس کر اس ماہ مبارک کو گزاردیتا ہے، روزہ افطار کرتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے، اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ

وَعَلَىٰ رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ (اے اللہ! میں نے تیرے ہی لئے روزہ رکھا، اور تیرے ہی عطا کردہ رزق پر افطار کیا، افطار کے بعد یہ دعا پڑھی جائے، ذَهَبَ الظَّمْأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ،

(اے اللہ! پیاس بجھ گئی، رگیں تر و تازہ ہو گئیں، اور انشاء اللہ اجر بھی ثابت ہوگا، متفق مسائل :- اگر بلا ارادہ تھے ہو جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا، البتہ قصداً تھے کی جائے تو روزہ باطل ہو جاتا ہے، (متفق علیہ) روزہ کی حالت میں سرمہ لگانا، مسواک کرنا، سر اور بدن پر تیل کی مالش کرنا، بیوی کا بوسہ لینا جائز ہے، بیوی سے بے تکلفی اور سہمی مذاق بحالتِ روزه اگرچہ جائز ہے لیکن احتیاطاً مناسب

ہے، بھول کر کچھ کھاپی لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، گہمی کی شدت کی بنا پر سر پر پانی ڈالنا یا پیچھے کپڑے سے سر توڑ کرنا جائز ہے، اگر روزہ دار صبح کے وقت جنابت کی حالت میں اٹھے، خواہ جنابت احتلام کی وجہ سے ہو یا جماع کی وجہ سے تو روزہ مکروہ یا فاسد نہیں ہوتا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی بحالتِ جنابت صبح کرتے اور روزہ رکھتے (بخاری) اگر رمضان میں روزہ کی حالت میں کوئی شخص بیوی سے جماع کر لے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اور اس کا کفارہ یہ ہے کہ آدمی مسلسل دو چھینے کے روزے رکھے، یا ساکھ مسکین آدمیوں کو کھانا کھلائے، یا ایک غلام آزاد کرے، (بخاری)

حالتِ روزه پر پلانے والی عورت کو بچے کی صحت خراب ہونے کا خوف ہو

توروزہ توڑ دے، اور اس کی قضا بعد کو کرے، یہی حکم مسافر اور مریض کا بھی ہے اللہ کا حکم ہے فمن كان منكم مريضاً أو على سفر فعدة من ايام احل۔ یعنی تم میں سے جو مریض یا مسافر ہو وہ فوت شدہ روزوں کی تعداد بعد کو پوری کر لے، حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ نے مسافر سے نصف نماز اٹھائی ہے (یعنی اس کو قصر کی اجازت دی ہے) اور مسافر اور دودھ پلانے والی عورت سے روزہ اٹھایا ہے، (یعنی ان کو بعد رمضان قضا کی اجازت دی ہے) (ابوداؤد، ابی یوسف، ابوہریرہ، ابوہریرہ وغیرہ) جو روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں وہ ہر روز کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلادیا کریں، (بخاری) فوت شدہ روزوں کی قضا مسلسل کرنی ضروری نہیں، اپنی سہولت و طاقت کے ساتھ تھوڑے تھوڑے روزے باری باری کر کے رکھے جاسکتے ہیں، عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، رمضان کے روزوں کی قضا آدمی اگر چاہے تو مسلسل کرے، اور اگر چاہے تو باری باری، (دارقطنی)

ترادیح ۲۔ رمضان کے علاوہ دوسرے مہینے میں بعد عشاء جو نماز پڑھی جاتی ہے اسے تہجد کہا جاتا ہے، اور رمضان میں بعد نماز عشاء جو نفلی نماز پڑھی جاتی ہے، اسے ترادیح کہا جاتا ہے، تہجد اور ترادیح دونوں ایک ہیں، رمضان اور غیر رمضان کے فرق کی وجہ سے نام دو ہیں، ترادیح کی بابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، جس نے رمضان کی راتوں میں ایمان اور ثواب کی نیت سے قیام کیا (ترادیح پڑھی) اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں، (بخاری) تہجد اور ترادیح کا اصل وقت تو آخر رات ہے، لیکن عام مسلمانوں کی سہولت کے پیش نظر عشاء کی نماز کے فوراً بعد بھی اس کا پڑھنا جائز اور کارِ ثواب ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس رمضان المبارک کی تین راتیں ۲۳  
 پیچیں، ستائیس م میں صحابہ کرام کو تراویح کی نماز پڑھائی ہے، لیکن چوتھے دن  
 جب حجیم زیادہ ہوا، اور لوگوں میں ذوق و شوق اتنا بڑھ گیا کہ مسجد نبویؐ میں جگہ  
 نہ رہی تو آپ حجرہ مبارکہ سے باہر ہی تشریف لائے، اور فجر کی نماز پڑھانے کے بعد  
 آپ نے فرمایا مجھے تراویح کی بابت آپ لوگوں کا یہ شوق دیکھ کر ڈر ہوا کہ آپس یہ فرض  
 نہ کر دی جائے، جس کی ادائیگی آپ لوگوں پر گراں گذرے۔ (بخاری) بعض روایات  
 میں یہ اضافہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ آپ لوگ اس نماز کو اپنے گھروں ہی میں لگتے  
 الگ پڑھ لیا کریں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک صحابہ کرام میں یہی  
 معمول تھا کہ لوگ تراویح الگ الگ پڑھا کرتے تھے، حضرت عمرؓ نے پہلی بار  
 تراویح کی جماعت کا اہتمام کیا، اور حضرت ابی بن کعبؓ کو تراویح کی جماعت کا پہلا  
 امام مقرر کیا، اس وقت سے تراویح بعد نماز منشاء اول رات ہی میں پڑھی جانے لگی،  
 مگر خود حضرت عمرؓ وہ آخر رات میں پڑھنا افضل سمجھتے تھے، فرماتے تھے، والقی  
 ینامون عنہما افضل من الی یقومون، یعنی جس وقت لوگ تراویح  
 پڑھتے ہیں اس سے زیادہ افضل وہ وقت ہے جب لوگ سو جایا کرتے ہیں، یرید  
 انھن اللیل والناس یقومون اولاً (بخاری) حضرت عمرؓ کا اشارہ  
 آخری رات کی طرف تھا، جبکہ لوگ اول رات ہی میں پڑھ لیا کرتے تھے،  
 تراویح کی نمازیں بعض لوگ کھڑے کھڑے ادا کرتے رہتے ہیں، انہیں  
 احساس ہی نہیں ہوتا کہ قاری غلاب و ثواب اور رحمت و بشارت کی آیتوں کو  
 پڑھ رہا ہے، ایسے بر نصیب اور غافل لوگوں کو ایسی مردہ نماز سے سوائے خواہ مخواہ  
 کے قیام اور بیداری کے کچھ حاصل نہیں،

تراویح کی رکعات :- تراویح آٹھ رکعت پڑھنا مسنون ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ رمضان المبارک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تراویح کا معمول کیا تھا، آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز رمضان اور غیر رمضان میں آٹھ رکعت سے زیادہ نہیں تھی، (بخاری)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک میں صحابہ کرام کو تراویح کی نماز آٹھ رکعت ہی پڑھائی تھی، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قال صلی اللہ علیہ وسلم تراویح رمضان ثمان رکعت ثم اوتروا ابن خزيمة وابن حبان) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو رمضان المبارک میں آٹھ رکعت تراویح پڑھائی، پھر دتر پڑھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی جو تراویح کی جماعت کے بانی تراویح کے اولین امام حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور حضرت تیم داری کو گیارہ رکعت (۸ رکعت تراویح ۳ رکعت دتر) پڑھانے کا حکم دیا تھا، روایت ملاحظہ ہو، عن السائب بن يزيد انه قال اصر عمر بن الخطاب ابی بن کعب، وتميما الداري ان يقولوا للناس باحدى عشر ركعة (موطأ المالك باب قيام رمضان) سائب بن يزيد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب اور تیم داری کو حکم دیا کہ لوگوں کو گیارہ رکعت تراویح پڑھائیں، ان روایات سے آٹھ رکعت تراویح کی سند نہایت کا ثبوت ملتا ہے۔

اعتکاف :- رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اعتکات کرنا سنت مکررہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری عشرے میں تادم حیات اعتکاف فرماتے رہے (متفق علیہم) ایک سال اعتکاف نہیں بیٹھ سکے تو دوسرے سال بیس دن اعتکات کر کے پچھلے سال کی قضا کر دی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد

ہے، جس نے رمضان کے ایک عشرے میں اعتکاف کیا اس کا اجر دس روزہ عمرے کے برابر ہے (یعنی) اعتکاف کے لئے روزہ شرط ہے۔ اعتکاف کا مقصد یہ ہے کہ آدمی دس دن کے لئے دنیاوی مشاغل و تفکرات سے یکسو ہو کر شب و روز ذکر و فکر اور عبادت کے لئے اپنے کو وقف کر دے، اس لئے بلا کسی عذر شرعی کے مختلف مسجد سے باہر نہ جائے، اور فضول و لغو باتوں سے سختی کے ساتھ پرہیز کرے رمضان المبارک میں مصلیوں کے نجوم اور انطاہد سحر اور اس قسم کی دوسری باتوں کی بنیاد اکثر منہکامے اور اختلاف و تکرار کی نوبت آیا کرتی ہے، متکلف کو چاہئے کہ وہ اس قسم کے منہکاموں میں حصہ نہ لے، آج اعتکاف کی سنت متروک ہوتی جا رہی ہے، جو مساجد اعتکاف سے خالی ہوں وہاں اللہ کا جو بندہ اس سنت کو زندہ رکھنے کی نیت سے متکلف ہو گا اسے احیاء سنت کی وجہ سے ایک شہید کا اجر ملے گا، اعتکاف گاہ میں رمضان المبارک کی اکیسویں صبح کو بعد نماز فجر داخل ہو جانا چاہئے، اور عید کا چاند دیکھ کر اعتکاف کو ختم کرنا چاہئے،

**شب قدر ۲۰- رمضان المبارک کے آخری عشرے کی پانچ طاق راتوں**  
یعنی ۲۱- ۲۲- ۲۳- ۲۴- ۲۵- ۲۶ میں سے کوئی ایک رات وہ مبارک رات ہے جس کی خیر و برکت اور اس میں قیام و عبادت کا اجر مزار مہینوں کی راتوں سے بڑھ کر ہے، اسی رات صحیفہ الہی قرآن مقدس آسمان و دنیا پر نازل کیا گیا تھا، انا انزلنا فی لیلتہ القدر، اسی رات میں نماز پڑھنا، دعا، و مناجات، توبہ و استغفار کرنا پچھلے تمام گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے، پوری رات رحمت الہی کا فیض جاری رہتا ہے، اس رات دعا کرنے والوں کی دعاؤں پر ملائکہ رحمت آمین کہتے ہیں، چونکہ ہر سال اللہ کے علم و فیصلے کے مطابق عشرہ اخیر کی پانچ طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات اس تفصیل سے مشرف

ہو رہا ہے، جس کی شئی تم کی کو نہیں، اس لئے پانچوں میں کیساں عبادت  
وہ تم کو پہنچائے، شب قدر میں اللہ عزوجل کے ساتھ خاص طور پر یہ دعا پڑھنی  
پڑھے، **اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ عَقُوْبًا حَسْبًا اَلْحَقُّ اَدْفَعُ شَرِّیْ وَتَقْضِیْ**  
انہوں ہی سے مقاتل پر اس رات میں بھی شب بیداری اور ذکر

دروہ کا اہتمام نہیں ہوتا اور لوگ رمضان کی خیر دیرکات سے غافل و محروم  
رہتے ہیں، ایسے سبب بد نصیب لوگوں کے لئے حضرت جبریلؑ نے یہ دعا فرمائی،  
اللہ! حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بد دعا پر آمین بھی تھا، کہ جس نے رمضان  
پوری ذکر و عبادت اور صوم و سجدہ کر کے اپنی منزلت نہیں کرائی اسے اللہ تعالیٰ  
اپنی رحمت سے دور کر دے،

بعض مقامات میں صرف سترائیس شبیں لوگ قیام کرتے ہیں،  
درود شب قدر سترائیس ہی میں محدود نہیں، اسی طرح انیسویں شب کو بھی لوگ  
بہن بجاتے ہیں، جبکہ کوئی نہیں جانتا کہ کس سال کون سی رات اس فضیلت کے  
لئے خاص کی گئی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچوں راتوں میں اس رات  
کی ترغیب دیدادی کا حکم دیا ہے،

**صدقة الشطر :-** حدیث فقر و فاقہ کی روایت ہے، اسے روایت الشطر اور روایت  
رمضان بھی کہا جاتا ہے، یہ سترہ اور رمضان میں نیت کے دو دن تہی فقر  
پر، رمضان امیرک کے تیس روزوں کے درمیان خشک سے نیت، بے  
جان، وید نفی و دیگر کمزور و ممنوع اقوال کا ارتکاب ہو جائیگا، ان تمام  
مذہب سے روز کو پاک و صاف کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
صدقة الشطر کو فرض فرمایا، قرآن پاک کی آیت **قَدْ اَفْلَحَ مَن زَكَّاهُ**،  
روزر مسلم رب مفسی، صدقة الشطر کے بارے میں نازل ہوا، صدقة الشطر



فائدہ ان کے تمام افراد چھوٹے بڑے عورت، مرد، غریب مالدار، غلام و آزاد سب پر یکساں فرض ہے، حتیٰ کہ عید الفطر کی بیج کو جو بیجہ پیدا ہو، اس کی طرف سے بھی صدقہ فطر دینا چاہئے، صدقہ فطر لازمی طور پر عید کی نماز سے پہلے نکال دینا چاہئے، چند دن پیشتر بھی ادا کر دینا جائز ہے، لیکن نماز عید کے بعد اگر نکال لگیا تو اس کی حیثیت فطرہ کی نہیں، عام نفلی صدقہ کی ہونگی، یعنی صدقہ فطر ادا ہی نہیں ہوا،

صدقہ الفطر غرباء و مساکین کا حق ہے، تاکہ وہ ادران کے بچے بھی دوسرے مسلمان بھائیوں کی طرح عید کی خوشی میں شریک ہو سکیں، اور کم از کم عید کے دن اپنے، رزق سے مطمئن ہو جائیں، اور اس مسرت و خوشی کے دن سوال کی اذلت سے نجات پائیں، غرباء اور مساکین کے مراد قرب و جوار اور محلے و جماعت کے وہ غریب اور مسکین لوگ ہیں جو اپنی روزی خود کمانے کی اہلیت و صلاحیت نہیں رکھتے، اور آپ ان کی ناداری اور معذوری کو جانتے ہیں، صدقہ الفطر سے ان کی امداد کر کے ان کو بھی عید کی خوشی میں شریک کرنا چاہئے، پیشہ ورفیقروں اور دروہ بھیک مانگنے والے محدث مند سائلوں کو ہرگز نہیں دینا چاہئے، کچھ لوگ عید گاہ پہنچ کر داناں فقیروں کے ہجوم میں صدقہ الفطر کی رقم تقسیم کر دیتے ہیں، حالانکہ اس رقم کے سرکاری فقیروں کا حال بڑا ہی گمناؤنا ہے، ان کے ہاتھ میں پیسے دینا برائی کو رواج دینے کے برابر ہے،

صدقہ الفطر گھوڑوں، جو، چھوٹا مارا، کھجور، کشمش، پیسیر وغیرہ میں سے کوئی چیز بھی جو اس شہر کی عام غذا ہو، یا وہ ایک صلاح حجازی ادا کرنا چاہئے، حجازی صلاح کا وزن انگریزی سیر سے پانچ تین سیر کے قریب ہے،

—————

عید الفطر :- عید الفطر مسلمانوں کا عظیم الشان ملی تہوار ہے، اس سے مسلمانوں کی قومی سہولت و شوکت کا اظہار ہوتا ہے۔ اس لئے کم ہے کہ مسلمان اس دن بقدر استطاعت لباس فاخرہ استعمال کریں، عید کی جمع کو غسل کرنا، خوشبو لگانا، سرمہ لگانا، ارزنیب و زیت کا اظہار کرنا منسوب ہے، اگر بارش اور دشمن کا خوف نہ ہو تو عید کی نماز کھلے میدان میں پڑھنی چاہئے، عید گاہ کی طرف جاتے وقت راستے میں **اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ** بلند آواز سے پڑھتے رہنا چاہئے، دایپی میں راستہ بدل کر اور تکبیر پڑھتے ہوئے آنا چاہئے، بھٹی میں بھی نماز شروع ہونے تک تکبیر پڑھتے رہنا چاہئے، عید کی نماز سے پہلے نہ بعد میں عید گاہ کے اندر کوئی سنت یا فعل نہیں پڑھنی چاہئے، اذان اور اقامت کی ضرورت بھی نہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بغیر تکبیر و اذان کے عید کی نماز پڑھایا کرتے تھے،

عورتوں کو عید گاہ لے جانا منہی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کو عید گاہ لے جانے کی ترغیب و تاکید فرمایا کرتے تھے، حضرت ام عطیہؓ فرماتی ہیں کہ ہم کو حکم دیا گیا کہ ہم عید کے دن حائضہ اور پردہ نشین عورتوں کو عید گاہ لے چلیں تاکہ وہ مسلمانوں کی جماعت اور دعائیں شریک ہوں، البتہ حائضہ عورتیں نماز کی جگہ سے الگ بیٹھیں، ایک عورت نے عرض کیا، ہم میں سے ایک عورت ایسی بھی ہے جس کے پاس چادر نہیں، آپ نے فرمایا، اس کے ساتھ دالی عورت اپنی چادر اس کو اڑھا دے، (متفق علیہ) اس حدیث سے عورتوں کے عید گاہ جانے کی کتنی تاکید اور شدت کا پتہ چلتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان عورتوں کو بھی عید کی جماعت میں شرکت کا حکم دیا جو اپنی فطری مجبوری یعنی ماہواری کی بنا پر

بروزہ و نماز سے الگ ہیں، جن عورتوں کے پاس برقعے یا چادریں پہن ہو وہ عادیۃً  
 مانگ کر جماعت میں شریک ہوں، جب حائضہ اور بیچہ چادروالی عورتوں تک  
 کو حضور نے عید گاہ جانے کی تاکید فرمائی، تو آج جو عورتیں بلا عذر عیدین کی  
 نماز میں شرکت نہیں کرتی ہیں ان کے بارے میں کیا کہا جائے، اکثر لوگ عید گاہ  
 میں عورتوں کے جانے پر اعتراض کرتے ہیں، اور یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ زمانہ  
 بڑا دشمن آگیا ہے، عورتوں کے عید گاہ آنے جلنے سے فتنے کا خوف ہے، ذرا  
 غور فرمائیے یہ بات حقیقت سے کتنی بعید ہے، آج عورتیں مزارات پر قبرستانوں  
 میں، بازاروں اور سینماؤں میں تو غیب آزادی سے گھوم رہی ہیں، عید کی  
 تفریح میں بھی عورتوں کا ہجوم ہوتا ہے، ان ممنوع و مکرمہ مقامات پر عورتیں جائیں تو  
 کوئی فتنہ نہ پیدا ہو، لیکن اگر وہ عید کی نماز میں جہاں پر وہ کے کا معقول انتظام ہو جائے  
 اور سرپرست اور بڑوس کی عورتیں کافی تعداد میں موجود ہوتی ہیں، جائیں تو فتنے کے  
 درد اذیہ کھل جائیں، اور عورت و ناموس کو خطرہ لاحق ہو جائے، انہوں و صد انہوں  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زمانے میں عورتیں عام مردوں ہی کی طرح  
 مجلس میں جمع ہوتی تھیں، چنانچہ عہد نبوی کی عید کی بہت حضرت عبداللہ بن عباس  
 سے پوچھا گیا کہ کیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید کی نماز میں شریک  
 رہے ہیں؟ حضرت عبداللہ نے فرمایا، بیشک میں حاضر رہا ہوں، آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے عید کی نماز کے لئے تشریف لے چلے، اور سب سے  
 پہلے نماز پڑھائی، پھر عید کا خطبہ ارشاد فرمایا، نماز سے پہلے نہ اذان کے لئے  
 ٹوکنا، اقامت کے لئے، یعنی بغیر اذان و اقامت نماز پڑھائی، پھر آپ عورتوں  
 کے مجمع کے پاس تشریف لائے اور انہیں دعا و نصیحت فرمائی، اور صلاۃ کرنے  
 کا حکم دیا، میں نے دیکھا کہ عورتوں کے ہاتھ کانوں اور بالیوں پر ہیں جنہیں وہ نکال

مثال کہ حضرت بلالؓ کی طرف پھینک رہی ہیں، اس کے بعد معذورہ حضرت بلالؓ کے ساتھ مکان تشریف لے گئے، اس حدیث سے بھی عورتوں کے عید کا وجہ جانے اور اس عظیم فی اجتماع میں شریک ہونے کا ثبوت ملتا ہے

عید کی نماز کے لئے گھر سے جمنے سے پہلے کھجور اکوٹی دوسری میٹھی چیز کھا کر نچھنا چاہئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طاق کھجوریں، تین، پانچ، یا سات عدد کھا کر عید کے لئے نکلا کرتے تھے، نماز عیدین کی پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے پانچ گھریں اور دو دن پانچ ہیں۔ عید کی رات میں عبادت کرنے کا ثواب بہت زیادہ ہے، احادیث میں اس رات کو انعام کی رات کہا گیا ہے، حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص عیدین کی رات ذکر الہی اور عبادت میں جاگ کر گزارے گا اللہ اس کا دل اس دن زندہ رکھے گا، جس دن خوف و وحشت سے دوسروں کے دل مرد ہو چکے ہوں گے، (یعنی قیامت کے دن) ترغیب و ترہیب،

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیلة القدر میں، جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ نازل ہوتے ہیں، اور ہر اس شخص کے لئے رحمت کی دعا کرتے ہیں جو کھڑے یا بیٹھے ذکر الہی میں مصروف ہوتے ہیں، اور جب مسلمانوں کی عید کا دن ہوتا ہے تو رب العزت اپنے فرشتوں سے فخر کے ساتھ ارشاد فرماتا ہے، میرے فرشتو! بتاؤ اس مزدور کا حق کیا ہے جو اپنا کام پورا کر دے، فرشتے عرض کرتے ہیں، پورا کر دگا! اس کا بدلہ یہ ہے کہ اسے اس کے کام کی پوری پوری مزدوری دی جائے، اللہ تعالیٰ فرشتوں سے ارشاد فرماتا ہے میرے بند دل اور بند لیں نے میرے فریضہ (یعنی روزہ) کو پورا کر دیا، پھر آج وہ میدان میں آکر جمع ہوئے ہیں، اور با داند بلند عجب سے دعاؤں کو کہہ رہے ہیں، میری عزت و جلال اور علم و مرتبت کی قسم، میں ضرور ان کی دعاؤں کو

قبول کروں گا، پھر ارشاد خداوندی ہو گلسے میرے بندو! اپنے گروں کو واپس  
جاؤ، میں نے تمہارے گناہوں کو بخش دیا، پس تمام لوگ بخشے بخشائے اپنے  
گروں کو واپس ہوتے ہیں، (مشکوٰۃ)

شوال کے چھ روزے ۲۔ عید الفطر کے بعد شوال کے چھ روزے مسلسل  
رکنے کا ثواب بہت زیادہ ہے، حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس شخص نے رمضان کے روزے رکنے کے بعد شوال  
کے چھ روزے رکھے تو اس کی عیام الہم کا ثواب ملے گا، مسلم ابو داؤد، بعض روایتوں  
میں اس کا ثواب ایک سال کامل روزے کے ثواب کے برابر ہے (ابن ماجہ)  
طبرانی میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا، جس نے رمضان مبارک کا روزہ رکھا، اور اس کے بعد شوال کے چھ  
روزے بھی پورے کر لئے تو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک و صاف ہو جائے گا  
جیسا اپنی پیدائش کے دن تھا،

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو روزے کا پابند اور اس کی برکتوں سے مالا مال

فرمائے، آمین

فادیم لمت

مختار احمد ندوی

۱۹ شعبان المعظم ۱۳۸۳ھ

# رعایا اعلان

و منین المبارک کے مقدس مہینے تک کے لیے تبلیغی کمیٹی اپنی قیمتی کتابوں پر حسب ذیل مخصوص رعایت کا اعلان کر رہی ہے،

صلوات الرسول :- اردو زبان میں نماز کے مسائل و فضائل کا عظیم التفسیر بیش بہا خزائنہ، رعایتی قیمت تین روپیے پچاس نئے پیسے،

مقدس مناجاتیں :- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تین سو سے زائد پاکیزہ دعاؤں کا مجموعہ، رعایتی قیمت پچہتر نئے پیسے،

محمدی روشنی :- (اردو، ہندی، سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر شیخ الاسلام مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کا لازجواب رسالہ، رعایتی قیمت

پیسے تین روپیے، کلام مجید شش ماہی ترجمہ جدید اتحاد روپیے

نیز دیگر ہر قسم کی مذہبی، تعلیمی کتابیں و پتہ ذیل سے حاصل کریں،

رشید احمد سکر پری تبلیغی کمیٹی بھائیگڑہ المیڈیٹ جماعت

مومن پورہ بمبئی ۱۱